دعوات عبدیت حق

ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب

قادیانی مسئلہ میں مسلمانوں کی

فتح مبین

جامع مسجد اکوڑہ خٹک میں خطبۂ جمعۃ المبارک ۔ یوم تشکر ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء ۔ ۲۵ شعبان ۹۴ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزّلنا الذکر و انّا لہ لحافظون ۔

میرے محترم بھائیو ! اللہ جل جلالہ کا پاکستان اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ اور ایک فتح عظیم اللہ نے مسلمانوں کو دی ہے ۔ ہمارے جسم کا ایک ایک رواں بھی اگر سربسجود ہو کر اس احسان اور نعمت کا جو اللہ نے ہم پر فرمائی ہے شکر ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں کر سکے گا۔
بھائیو ! ہم اور آپ اپنی جان اپنے مال اپنے بچوں کا انتظام کرتے ہیں ۔ ہر شخص اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق ایک گھر بناتا ہے ۔ چار دیواری کھینچتا ہے ۔ دروازے لگاتا ہے صرف اس لئے کہ میرا گھر اور بال بچے چور ڈاکو اور سارے خطرات سے محفوظ رہیں ۔ اور جب گھر کی ہر طرح حفاظت ہو جائے تو سب کی خوشی کا باعث ہوتا ہے ـــــ دنیا میں ہر قوم اپنے ملک کی حفاظت کرتی ہے ـــــ ہمارا ملک ہے ہم اس کی سرحدات کی حفاظت کرتے ہیں ، ملک میں کسی قسم کی خلفشار برداشت نہیں کرتے ۔ ہر ملک اپنے بجٹ میں اربوں روپے رکھتے ہیں ۔ فوج کا کام یہی ہے ۔ پولیس داخلی خلفشار کو روکتی ہے ۔ فوج بیرونی حملوں سے حفاظت کرتی ہے ۔ ملک اور سرحدات کی حفاظت کے لئے ہزاروں لاکھوں لوگ قربان ہو جاتے ہیں ۔ اور جب ملک محفوظ ہو جائے تو قوم فتح کی خوشی مناتی ہے ـــــ تو جیسا کہ اپنی جان و مال عزت و آبرو ماں باپ اور اولاد کی حفاظت ہو جانے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے ۔ روح کو اطمینان ہو جاتا

ہے تو ایک مسلمان کے نزدیک تو حضور اقدس ؐ کی عزت و ناموس ان سب چیزوں سے بڑھ کر عزیز ہے ۔ تو جب حضور ؐ کی عزت و ناموس ان کی شانِ رفیع ان کی بلند مرتبت و مقام کی حفاظت ایک چور اور ڈاکو سے ہو جائے تو کتنی خوشی ہو گی ۔

بیوی بچوں ، ماں باپ کی حفاظت سے زیادہ اس پر خوشی ہوتی ہے ۔ ملک کی حفاظت ہو جائے ، وہ بھی خوشی کی بات ہے ، مگر اس سے بھی بڑھ کر سب سے بڑھ کر مسرت یہی ہے کہ دین اسلام محفوظ ہو ۔ اور حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس ، عزت و مرتبت کو خداوند تعالیٰ محفوظ فرماوے ۔

میرے محترم بزرگو ! اللہ جل مجدہٗ نے مسلمانانِ پاکستان اور عالمِ اسلام پر بڑی مہربانی ، ستمبر کی تاریخ کو فرمائی ۔ اس لئے کہ قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت جو احمدی کہلاتے ہیں اور ان کے پیشوا ــــ مرزا غلام احمد ــــ وہ نقب لگا رہا تھا ۔ خاتم النبوۃ کے قلعہ میں ، اور اس تاج عظیم میں دست اندازی کر رہا تھا ۔ جو خاتم النبوۃ کی شکل میں اللہ جل مجدہٗ نے حضور ؐ کے سر پہ رکھا تھا ـــــ ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ آپ کی ذات سے نبوت کو درجۂ کمال پر اللہ نے پہنچا دیا ہے ۔ اور دیکھئے ہر چیز کی دنیا میں ایک انتہا ہوتی ہے ۔ سوائے خدا کے حی و قیوم کے کہ وہ سرمدی ابدی ازلی دائمی ہیں ۔ ان کے علاوہ ہر چیز کی ایک ابتداء ہوتی ہے ۔ اور ایک انتہا ، ایک آغاز ہوتا ہے ۔ اور ایک کمال انسان کو لیجئے ۔ پہلے بچہ ہوتا ہے ۴۰ سال میں کمال کو پہنچتا ہے ۔ پھر زوال پھر ختم ہوتا ہے ، قبر میں جاتا ہے ۔

یہی حالت ہر چیز کی ہے ۔ نبوت کا سلسلہ اللہ جل مجدہٗ نے حضرت آدم سے شروع فرمایا اور نبی کریم کی ذات بابرکات اسے کمال اور عروج تک پہنچا دیا ۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ اس مقام و مرتبہ پر اللہ نے حضور اقدس ؐ کو فائز فرما دیا ۔

مرزا غلام احمد نے ختم نبوت سے انکار کیا اور خود نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور ایک شخص جب بے حیا ہو جائے تو اس کے لئے کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی ۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت ۔ جیسے دنیا میں چور ہوتے ہیں پہلے چوری چھپے معمولی معمولی چیز چرا لیتے ہیں ۔ پھر بڑھتے بڑھتے بالکل بڑے ہو جاتے ہیں تو اس مرزا غلام احمد نے بھی کہا کہ میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں موسیٰ اور عیسیٰ ہوں یہاں تک کہا کہ میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ۔ اور سب انبیاء سے بھی افضل ہوں ۔

اور ایک جگہ اس نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ میری شکل میں آج آئے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی کہا کہ حضورِ اقدسؐ پہلی رات کے چاند ہیں تو میں چودھویں صدی میں آیا تو میں بدر (چودھویں کا چاند) ہوں۔ یہ مرزا کی وہ باتیں ہیں جس کا اسمبلی میں بھی مرزا ناصر سے انکار نہیں ہو سکا۔ اور اپنے آپ بدر کامل اور حضورِ افضل الانبیاء کو پہلی رات کا چاند کہا۔ صرف ایک نبی کی توہین نہیں بلکہ سید الکائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اور تمام انبیاء کی بھی توہین ہے۔ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم کون ہے کہ میرے منبر پر بھی قدم رکھ سکے ــــ۔

بھائیو! یہ ایک کذّاب اور بہت ہی بڑا جھوٹا شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کا امتحان کرانا تھا۔ اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضورؐ آخری نبی ہیں ان کے بعد قیامت تک نیا نبی نہ مبعوث ہوگا نہ آسکتا ہے نیا نبی نہ ظلی نہ بروزی۔ اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ نجات و فلاح دنیا کی ہو یا آخرت کی صرف حضرت محمد الرسول اللہ کی پیروی میں ہے۔ جنت بھی اسی کے اتباع سے ملتی ہے۔ مگر مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ جس نے میری پیروی نہ کی اور مجھے نبی نہ مانا خواہ اس نے میرا نام بھی نہ سنا ہو۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتا ہو مگر مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج، کافر اور پکا کافر ہے۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور جنت ہمیں اس نماز روزہ، حج زکوٰۃ سے دے گا جو حضورِ اقدسؐ نے ہمیں بتلائے۔ مرزا کہتا ہے کہ نہیں جو میں کہوں گا حلال و حرام اس کی بھی پیروی کرنا ہوگی ــــ۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف۔ جنت تلوار کے سایوں میں ہے۔ جو مسلمان اللہ کی رضا کیلئے ملک قوم اور اسلام کی حفاظت کے لئے جہاد کرتا ہے اُسے جنت نصیب ہوگی وہ انگریز سے، سکھ سے، ہندو سے جہاد کرتا ہے۔ تو اگر اس پر تلوار کا سایہ بھی پڑھا تو بلاحساب جنت جائے گا۔ ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ الجہاد ماض الی یوم القیامۃ۔ جہاد منسوخ نہیں ہوا، ہر دور میں جب کفر اسلام کا مقابلہ آیا۔ ہم جہاد کریں گے، حتیٰ کہ حضورِ اقدسؐ فرماتے ہیں کہ تمہارا امیر اور تمہارا حاکم اگر بدکردار اور بدعمل ہے اور تم اس سے ناراض بھی ہو مگر جب اس نے جہاد کا نعرہ بلند کیا تو اس کا ساتھ دینا پڑے گا۔

ایوب خان سے کون خوش تھا، مگر جب اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ کر جہاد کا نعرہ بلند کیا تو سب کو معلوم ہے کہ ہر منبر و محراب سے آواز اٹھی کہ آگے بڑھو۔ یہ نہ دیکھا کہ ایوب خان سے لوگ خوش ہیں یا نہیں۔ یحییٰ خان شرابی زانی ہے یا نہیں؟ جو کچھ ہے مگر اب وقت ہے جہاد کا ــــ تو جہاد کی اتنی اہمیت ہے۔ جہاد قیامت تک رہے گا۔ اور جس قوم سے جہاد اٹھ گیا تو وہ قوم بے عزت ہوکر

رہ گئی اصل زندگی جہاد ہی میں ہے۔

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاءٌ ولکن لاتشعرون۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ میری پیروی کروگے۔ تب جنت جاؤگے۔ اور اب جہاد حرام ہے، قطعی حرام ہے۔ اور جس مسلمان کے دل میں بھی انگریز کی مخالفت کا خیال گذرے تو وہ جہنمی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی امت کو جو پانچ بنیادی اصول اپنی دعوت کے بتلائے۔ اور وہ گویا مرزائی مذہب کی پنج بناء ہے۔ جیسا کہ ہم مسلمانوں کے پانچ اصول کلمہ شہادت نماز روزہ ،زکوٰۃ حج ہے۔ تو اس کے بنیادی سبق میں یہ ہے کہ برطانیہ اور حکومت انگلشیہ کی وفاداری اور اطاعت وتابعداری کرنا ہوگی۔ اور ہم نے یہ بھی وہاں اسمبلی میں اُس سے تسلیم کروا دیا کہ یہ تو تمہاری پنج بناء ہے اور وقت آئے گا کہ یہ سب مباحث قوم کے سامنے بھی آجائیں گے۔

جہاد کو بالکل حرام کہا۔ عراق جب انگریزوں نے فتح کیا تو ان لوگوں نے قادیان میں چراغاں کیا۔ لوگوں نے کہا کہ مسلمان تو رو رہے ہیں کہ انگریز نے ایک اسلامی ملک پر قبضہ کیا اور تم چراغاں کر رہے ہو۔ کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ یہ انگریز تو ہماری تلوار ہے۔ اور یہ تلوار جہاں جہاں پہنچے وہاں مرزائیوں کی فوج بھی جائے گی۔ چنانچہ فرنگی نے عراق کا پہلا گورنر قادیانی ہی کو مقرر کیا۔ ترکوں سے لڑائی ہوئی اور فتح ہوئی تو مبارکباد دی کہ شکر ہے کہ خدا نے انگریز کو کامیاب کردیا۔

— تو میں کہاں تک عرض کروں کہ ان لوگوں کا کردار کیا ہے۔ اور عزائم اور محرکات کیا ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد پہلے یہ ارادہ تھا کہ کشمیر کو قادیانی ریاست بنا دیا جائے۔ مگر جب مسلمان سمجھ گئے تو انہوں نے جیل بھر دیئے اور ان کے عزائم ناکام بنا دیئے۔ اس کے بعد مرزا بشیر الدین نے اپنے لوگوں کو تلقین کی کہ بلوچستان کا رقبہ بہت وسیع ہے۔ مگر مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے۔ اس لئے قلت تعداد کی بناء پر اس کو قادیانی ریاست بنانا بہت آسان ہے۔ اگرچہ وہ غیر آباد رقبہ ہے۔ مگر جب ایک صوبہ الگ اپنا ہوگا۔ تو ایک حیثیت ہوگی۔ یہ بات بھی بحث میں اس سے منوائی گئی انکار کیسے ہو سکتا تھا کہ تحریرات حوالے کتابیں موجود تھیں یہ بھی ثابت کرا دیا کہ تقسیم ہند کے وقت تحصیل گورداسپور جہاں قادیان ہے انہوں نے خود یہ درخواست دی ۲۸ برس بیشتر کہ ہم ایک الگ فرقہ ہیں — اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو کہا ہمیں بھی دیگر اقلیتوں عیسائیوں وغیرہ کی طرح الگ نشستیں مقرر کرا دی جائیں۔ اگر اس وقت یہ درخواست نہ دی ہوتی تو یہ مسلمانوں میں ہو جاتے اور شاید یہ علاقہ پاکستان کے ہاتھ میں ہوتا اور کشمیر بھی نہ نکلتا۔ یہ تقسیم آخر میں پاکستان کے ساتھ غداری تھی۔ تو گویا ۲۰ سال پہلے ان کی جو درخواست

بھی وائسرائے ہند کے نام وہ سات ستمبر کو اسمبلی کے ذریعہ منظور ہوا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسمبلی یا پاکستان نے انہیں کافر نہیں بنایا وہ خود تقریباً نوّے سال سے تمام مسلمانوں کو کافر اور پکے کافر کہتے ہیں کہ پکے کافر ہیں کچے بھی نہیں ــــــ

جب ناصر سے یہ پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہو تو نظر نیچی کر کے کہا کہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو ہم نے مرزا غلام احمد مرزا بشیر کی ایسی عبارتیں پیش کیں کہ وہ تو کافر کہتے ہیں۔ کہا کافر ہیں مگر کچے قسم کے کافر ہیں معمولی قسم کے کافر ہیں ـــــ تو کہا کہ اچھا وہ تو اسی عبارت میں کہتا ہے کہ کافر ہیں پکے کافر ہیں۔ تو اب پکے کافر کچے کافر کیسے ہو گئے ـــ والد اور دادا تو ہم سب کو کافر کہتا ہے سمجھتا ہے۔ تم کیسے مسلمان کہہ سکتے ہو۔ تو خاموش ـــــــ پھر دوسرا نکتہ کہ اچھا مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہو یا نہیں؟ اور جب مسلمانوں کے قائد اعظم جب وفات پا گئے، اور ان کے تو مرزائیوں اور ظفر اللہ پر بڑے احسانات تھے کہ ظفر اللہ کو وزیر خارجہ مقرر کیا۔ اور یہ جو پھیلے تو ہم مسلمانوں کے ہاتھوں پھیلے کہ وزارت خارجہ کے ذریعہ سفارت خانے قادیانیوں سے بھر دئے گئے۔ جتنا خرچ ہوتا رہا اس کی کوئی پوچھ گچھ نہ تھی، کتنا بڑا احسان تھا قائد اعظم کا مگر جب ان کا انتقال ہوا تو ظفر اللہ نے اتنے بڑے محسن پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ کیونکہ ان کا جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھایا اور شاید قائد اعظم کی وصیت بھی تھی کہ میرا جنازہ شیخ الاسلام پڑھیں گے۔ الغرض ان کی اقتدا میں نماز جنازہ نہ پڑھنا اگر عذر تھا تو ہمارے وکیل نے کہا کہ اچھا اس ملک میں تو قائد اعظم کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھی گئی وکیل نے کہا کہ میں ان دنوں لندن میں تھا۔ وہاں بھی مسلمانوں کے اکثر فرقے جمع ہوئے اور قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو کیا کسی غائبانہ نماز جنازہ میں کوئی قادیانی شریک ہوا تھا۔؟

کہا مجھے نہیں معلوم۔ وکیل نے کہا کہ ہر جگہ تو مولانا شبیر احمد عثمانی نہیں تھے۔ بلکہ وجہ خود ظفر اللہ نے بیان کر دی تھی کہ میں اپنے آپ کو کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھتا ہوں یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم۔ یعنی ملازم پر یہ تو ضروری نہیں کہ جنازے بھی پڑھے

الغرض مرزائیوں کا ملّی غیر مسلم سمجھنے کے ہزاروں شواہد اور دلائل موجود ہیں۔ اور ان کی کتابیں ایسی تحریروں سے بھری ہیں۔

مرزا نے انگریز کی مدح سرائی میں کہا میں نے پچاس الماریاں انکی اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین پر لکھی ہیں۔ انگریز لفٹیننٹ گورنر کو لکھتا ہے۔ کہ میں تو انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ اب اس خود کاشتہ پودے کی آبیاری بھی کرو گے۔ اور مجھ پر میری جماعت پر خصوصی عنایت بھی

کرتا ہوگی۔ ملکہ وکٹوریہ کی مدح میں مستقل کتاب لکھی، تحفۂ قیصریہ کے نام سے آپ سے منسوب کیا۔ الغرض انسان حیران رہ جاتا ہے اس کی خوشامد اور جی حضوری کو دیکھ کر۔ ہم تو اسمبلی میں دو چار مولوی ہیں۔ انگریزی خوان طبقہ بھی جو اسمبلی کے ارکان کا تھا وہ بھی انگریز کی اتنی حمد و ثنا سن کر حیرت میں پڑ گیا۔ اور کہا کہ نبی تو کیا ایسا شخص تو کوئی شریف انسان بھی نہیں کہلا سکتا نبی ہونا تو بڑی بات ہے اتنی لجاجت اتنی چاپلوسی کا تصور تو ہم انگریزی خوانوں سے بھی نہیں ہو سکتا ملکہ وکٹوریہ کو دام اقبالہا کہنا۔ اور یہ کہ تیرا یہ تخت اقبال ہمیشہ باقی رہے۔ تو ظل اللہ ہے۔ اور وہ مسلمان ملعون ہے بدقسمت ہے جو تیری حکومت کے خلاف خیال کو بھی دل میں جگہ دے۔ تو اتنی چاپلوسی تو کوئی بھنگی بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ایک کافر حکومت کی، انگریز کی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جب انگریز نے اس ملک میں آکر قدم جمایا تو اس وقت انگریز کے خلاف شاہ عبدالعزیز اور مولانا فضل حق خیر آبادی وغیرہ نے جہاد کا فتویٰ دیا، جہاد کی تحریک اٹھی سینکڑوں مسلمان پھانسی ہوئے اور جہاد کا نعرہ بلند ہوا تو مسلمان جہاد کے لئے جان و مال قربان کرنے پہ تیار ہوتا ہے۔ انگریز کو اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کو غلام رکھنے کا علاج سوائے اس کے نہیں کہ ان کے دلوں سے جہاد کا جذبہ نکال دیا جائے۔ اور علاج یہی ہے کہ ایک فرضی نبی کھڑا کر دیا جائے اور وہ جہاد کو حرام قرار دے۔ یہی تو وہ خود کاشتہ پودا ہوتا تھا جس کا اقرار مرزا نے اپنی تحریروں میں کیا تھا۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں بھی میرے والد نے ۵۰ سوار گھوڑوں سمیت انگریز کو پیش کئے۔

بہرحال مرزائی ہم مسلمانوں کو ۹۰ سال سے کافر کہتے تھے اور جب یہی چیز اسمبلی میں پیش ہوئی تو اپنی مطلب برآری کے لئے انکار کرنے لگتے تو جب وہ عبارتیں پیش ہوتیں کہ تم نے تو نہ ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر اور پکا کافر کہا ہے۔ تو کہا کافر تو ہیں مگر ملت میں داخل ہیں اور ملت کے تین دائرے ہیں، ایک اسلام ایک اسلام سے نیچے اور ایک تیسرا درجہ ہے۔ رانا حنیف صاحب مرکزی وزیر ہیں اسمبلی سے باہر ملے بیمار تھے پڑے ہوئے تھے میں نے کہا وزیر صاحب کیا حال ہے؟ ہنس کر مذاقاً کہا کہ مولانا تیسرے دائرے میں ابھی پھر رہا ہوں۔ پتہ نہیں اس سے بھی کب نکالتے ہیں۔

مرزا ناصر سے کہا گیا کہ مسلمانوں کے معصوم بچوں پہ جنازہ کا کیا حکم ہے۔ آپ کے بڑوں نے تو کہا تھا کہ بالکل ناجائز ہے۔ اور جس طرح تم ہندو سکھ عیسائی بچوں پر جنازہ نہیں پڑھ سکتے اسی طرح غیر مرزائی مسلمان بچوں کا حکم ہے۔ اس لئے کہ کافر کا بچہ کافر کا تابع ہے۔ مسلمان کافر تو اس کا بچہ بھی کافر ہوگا ———۔

نکاح کے بارہ میں کہا کہ کیا کوئی مسلمان عورت فرنگی یا ہندو یا سکھ سے نکاح کر سکتی ہے۔

اگر نہیں تو کسی مرزائی عورت کا بھی مسلمان مرد سے نکاح جائز نہیں البتہ مرزائی مسلمانوں کی لڑکیاں اپنے عقد میں لے سکتے ہیں جیسے کہ اہل کتاب کی — یہ تھا نکاح کے بارہ میں ان کا عقیدہ۔

الغرض بھائیو! اسمبلی میں جرح کے لئے سینکڑوں سوالات داخل کئے گئے جن میں چند کا انتخاب ہوا اور جرح اور بحث کا محور زیادہ تر دو چار اصولی باتیں رہیں۔ الحمدللہ آئین میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا ذکر پہلے سے موجود تھا۔ صدر اور وزیر اعظم کے حلف کی عبارت میں تو ختم نبوت کا جھگڑا تو طے شدہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہوگا جو حضور کو آخری نبی مانتا ہو۔ کمیٹی کی بحث میں یہ طے کرانا تھا کہ کیا مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں اور کیا اس کے پیرو اس کو نبی مانتے ہیں یا نہیں اور کیا ان کے نزدیک ان کے نہ ماننے والے غیر مرزائی مسلمان ہیں یا کافر؟ تو ربوہ والوں نے بھی اور لاہوریوں نے بھی یہ سب چیزیں مانی ہیں۔ اور اقرار کیا کہ وہ الگ امت اور گروہ ہیں۔ اور لاہوریوں کا جھگڑا تو محض خلافت اور گدی نشینی کا تھا، مگر مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے مسلمانوں کو مسلمان کہنے لگے۔ جرح کے دوران لاہوریوں نے بھی اقرار کیا کہ تم مسلمان حقیقی مسلمان تو نہیں ہو، البتہ مجازی مسلمان ہو۔ اور جب مرزائیوں سے اس دورنگی کردار کے بارہ میں پوچھا گیا۔ کہ مسلمانوں کو کافر بھی سمجھتے ہو اور ان کے لئے مسلمان کا نام بھی استعمال کرتے ہو۔ تو جواب دیا کہ حقیقی مسلمان تو نہیں البتہ دنیا میں ایک قوم مسلمان کے نام سے معروف ہے۔ اس لئے ہم بھی عرفاً انہیں مسلمان مسلمان کہتے ہیں۔ یہود وہ قوم تھی جو حضرت موسیٰ پر ایمان لائی مگر عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر ان کا انکار کرنے کے بعد کافر ہو گئے مگر معروف اب تک یہودی نام سے ہیں۔ عیسائی حضور نبی کریم کی آمد کے بعد انکار کرنے سے کافر ہو گئے۔ عیسائی نہ رہے مگر کہلاتے اب بھی عیسائی ہیں۔ اور جس طرح عبداللہ نامی شخص اللہ کی سرکشی اور نافرمانی کے باوجود عبداللہ کہلاتا ہے حقیقی نہیں صرف نام کی شہرت کی وجہ سے۔ اسی طرح ہم نے بھی کہیں کہیں مسلمانوں کو مسلمان کہا ہوگا۔

لاہوریوں نے حدیث نبوی۔ سینزل نبی اللہ عیسیٰ بن مریم کے ضمن میں اعتراف کیا کہ مرزا نبی تھا۔ الغرض جب نوّے سال سے وہ خود ہمیں کافر کہتے رہے سمجھتے رہے اور اپنے آپ کو الگ امت اور گروہ مگر انہیں اپنے نہ ماننے والے ان کافروں میں شرکت پر اصرار محض مفادات حاصل کرنے اور درپردہ مار آستین بنے رہنے کے لئے ہے۔ اس برصغیر میں ہندو مسلم سکھ عیسائی تھے۔ مگر ہندو زیادہ تھے، مسلمان کم تو اقلیت کو نقصان ہوتا ہے۔

اب مرزائیوں نے یہ چاہا کہ شامل تو مسلمانوں میں رہیں اور اسی نام سے سارے اختیارات اور

حقوق پر قابض ہوں اور کاروائی ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسی ہو۔ حالانکہ کسی مسلمان کی غیرت برداشت نہیں کرسکتی کہ وہ ہندو سکھ یا عیسائی اکثریت میں محسوب رہے ہیں۔ اور یہ مرزائی طبقہ اتنا بے غیرت کہ ہم مسلمان تو ان کے نزدیک ہندو سکھ سے بھی بڑھ کر کافر مگر ان "کافروں" میں شرکت پر ہمیشہ اصرار رہا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا ہو جانے سے مفادات پر ضرب پڑے گی اور سازشیں نہیں کرسکیں گے۔

تقسیم ہند کے وقت تحصیل گورداسپور ان کی وجہ سے بھارت میں شامل ہوئی کہ انہوں نے مردم شماری میں اپنے آپ کو ایک الگ قوم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہا۔ اس وقت اپنے آپ کو غیر مسلموں میں شمار کر کے مسلم آبادی کی تعداد کم کرادی گئی۔ یہ بات بھی اسمبلی میں ثابت کرادی گئی اور یہی چیز کشمیر کے ہاتھ سے جانے کا بھی پیش خیمہ بنی۔

اسرائیل سارے عالم اسلام کا دشمن ہے۔ سارے مسلمانوں کے تعلقات اس سے نہیں، مگر مرزائی ہیں کہ ان کے مشن وہاں قائم ہیں۔ یہ مسلمانوں میں گھل مل کر اور ان کے اعتماد اور بھروسہ سے غلط فائدہ اٹھا کر سارے راز ایسے مشنوں کے ذریعہ دشمنوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ تو یہ لوگ مذہبی طور پر تو تھے ہی دشمن اسلام مگر سیاسی طور پر بھی پاکستان اور عالم اسلام کی جڑیں کاٹتے رہے۔ اللہ نے فضل کیا کہ ربوہ اسٹیشن کا سانحہ ظاہر ہوا ورنہ اس سال یا بہت جلد ان کے ہاتھوں ملک انقلاب اور خانہ جنگی کا نشانہ بن سکتا تھا۔ خداوند تعالیٰ کو اس ملک کی اس حکومت کی اس قوم کی مدد کرنی تھی، ورنہ یہ تو پاکستان کی سیاست پر افواج پر پاکستان کی اقتصادیات پر کلیدی عہدوں پر قابض ہوتے چلے جارہے تھے۔ اور مذہبی طور پر تو پہلے ہی روز سے تھے ہی غیر مسلم اور کافر، مگر اسمبلی نے بھی متفقہ طور پر آئین میں اس حیثیت کو شامل کرا لیا۔ اسمبلی میں انگریزی خوانوں کی اکثریت تھی۔ تو یہ صرف علماء کا فیصلہ نہیں۔ نئی دنیا تو منبر و محراب سے اتنی متاثر نہیں ہوتی جتنی کہ پارلیمنٹوں اور اسمبلیوں سے۔ اور الحمدللہ کہ وہاں اسمبلی میں تمام ارکان نے ہر پارٹی کے ارکان نے سب نے سو فیصد متفق ہو کر فیصلہ دیدیا۔ سب ارکان مسئلہ کی گہرائیوں اور حقیقت کو سمجھ گئے۔ طالب العلموں کی طرح بحث و مباحثہ کا دور دورہ رہا تو یقین و بصیرت کے ساتھ اور بڑی مسرتوں کیساتھ سب کے سب ارکان نے آئین میں یہ ترمیم کرلی کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس شخص نے جس نوع سے بھی اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور جو اس پر ایمان لایا یا اسے مذہبی مصلح سمجھا وہ غیر مسلم ہوگا۔ اور مرزائی قادیانی لاہوری جو احمدی کہلاتے ہیں، غیر مسلم اقلیت ہیں اب قیامت تک اس ملک میں انشاء اللہ کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت نہیں کرسکے گا۔ اور جہاں اقلیتوں کے تحفظ کا مسئلہ ہے ہمارے ہاں، ہندو سکھ عیسائی سب ہیں مگر مسلمان ان سب کا تحفظ کرتے ہیں۔ قوانین موجود ہیں، اسلام کی تعلیمات

ہیں ہم ان کا بھی تحفظ کریں گے۔ مسلمان دیہات میں ہندو سکھ عیسائی سے بھی سودا سلف خریدتے ہیں۔ مگر وہ انہیں غیر مسلم جانتے ہیں۔ یہ خطرہ نہیں کہ مذہبی طور پر دھوکہ ہو سکے۔ اور ہمارا آستین بن جاتے۔ مگر اب ساری دنیا پر قادیانیوں کی حقیقت آشکارا ہو جانے کے بعد یہ خطرہ کم ہوگا کہ یہ سانپ ڈس لے گا تو یہ پروردگار کا بڑے سے بڑا کرم اور انعام ہے کہ قوم کا ملک کا دین کا تحفظ ہوگیا۔ ہمارے دیگر مطالبات بھی اصولاً وزیر اعظم نے مان لئے ہیں۔ کلیدی عہدوں پر ان کو فائز رکھنا اپنے آپ سے دشمنی کرنا ہے۔ اب ہمارے سارے راز فاش کرنے اور ہر طرح دشمنی کرنے سے لوگ کوئی دریغ نہیں کریں گے، نہ بھٹو سے نہ قوم سے بھلائی کریں گے۔ ضرورت ہے کہ انہیں جلد از جلد ہٹا دیا جائے۔

پاکستان کے اندر ربوہ کے نام سے دوسری ریاست ختم کر دی جائے اسے مفتوح کر لیا جائے۔

— تو اللہ کے کرم سے اللہ نے دین کی حفاظت فرمائی کالج کے لڑکے بلاوجہ ظلم کا نشانہ بنے ساری قوم اٹھی، ملازم، تجار، علماء، عوام طلبہ سب نے جرأت ایمانی کا ثبوت دیا۔ ساری قوم اٹھی تین دن مرکزی قیادت نہ تھی تو کچھ گڑبڑ ہوئی۔ پھر مجلس عمل کی تشکیل ہوگئی ساری جماعتیں اس میں شامل ہوگئیں سب نے حلف اٹھایا تھا کہ اس مسئلہ میں سیاست بازی نہ ہوگی۔ وہ حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور اسلام کی خاطر اس تحریک کو چلائیں گے۔ بہت بڑے دو چار افسروں نے مجھے لاہور میں ایک میٹنگ کے بعد کہا کہ کیا کرنا ہے۔ ہم صرف ۷ ستمبر تک منتظر رہیں گے۔ میں نے پوچھا پھر کیا کرو گے۔؟ کہا پھر آپ سب کو اور ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ اسلام آباد کے تمام ملازموں نے ایمان و عزیمت کے عجیب مظاہرے کئے۔ اللہ نے ساری قوم کو متفق کر دیا۔ مجلس عمل نے تدبر سے کام لیکر مسلمانوں کی قیادت سنبھالی۔ پھر اسمبلی میں حزب اختلاف کے علماء اور جماعتوں نے مجلس عمل کی رہنمائی میں کام کیا۔ پھر پوری قومی اسمبلی کیا حزب اقتدار اور کیا حزب اختلاف اس جہاد میں شریک ہوگئی اور حق کو فتح نصیب ہوئی۔ اور اتنی آسانی اور اللہ کے کرم سے فتح ہوئی کہ ہم سے تو حضورؐ نبی کریم کا حق ادا نہ ہو سکا، مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں ہزاروں صحابہؓ نے جان کی قربانی دی، ۲۰ ہزار کافر اور مرتد تہ تیغ کئے گئے اور یہ محض اللہ کا فضل و کرم کہ چند مسلمان شہید ہوئے، ساری قوم کو ذرا سی محنت اٹھانی پڑی اور فتح عظیم حاصل ہو گئی۔ اگر اس راہ میں پوری مسلمان قوم شہید ہو جاتی اور ناموس ختم نبوت محفوظ ہو جاتی۔ تو پھر بھی بہت بڑی فتح ہوتی۔

اب ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس ملک کو اس قوم کو اس مسئلہ کی بدولت اپنے فضل و کرم سے مالا مال کر دے گا۔ اس مسئلہ کا کریڈٹ کل قوم کو ساری اسمبلی کو پہنچتا ہے۔ ہم علماء کا تو کام ہی یہی ہے۔ موضوع ہی توحید و رسالت ہے مگر تعاون بحث و تحقیق کے سلسلہ میں ہر رکن اسمبلی ایک دوسرے سے سبقت کرتا

باقی صفحہ ۱۲ پہ